مال اور تصرفِ بے جا

(علامہ صدر شہید)

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۵۰ھ) کے نزدیک کسی آزاد، عاقل اور بالغ شخص پر (تصرف مال میں) پابندی عائد کرنا صحیح نہیں البتہ ان تین افراد پر پابندی لگانا صحیح ہے: ایک جاہل عطائی معالج جو لوگوں کو زہر پلاتا ہو مگر ظاہر کرتا ہو کہ یہ دوا ہے، دوسرا غیر ذمہ دار مفتی جو لوگوں کو حیلہ سازیاں اور راہیں سکھاتا ہو اور تیسرا کرائے کا کاروبار کرنے والا مفلس، عطائی معالج پر پابندی لگانا اس لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کی جانوں کو ہلاک کرتا ہے، غیر ذمہ دار مفتی پر اس لئے کہ وہ دین کو بگاڑتا ہے اور مفلس کرائے کا کاروبار کرنے والے پر اس لئے کہ وہ مال و دولت کو تباہ کرتا ہے جس میں عمومی اور کھلا ہوا نقصان ہوتا ہے، بعض متاخرین کا خیال ہے کہ مذکورہ روایت امام ابو حنیفہ سے مروی ہے مگر ظاہر مذہب کے مطابق کسی آزاد، عاقل اور بالغ شخص پر پابندی عائد کرنا جائز نہیں ہے۔

امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ)، امام محمد (م۱۸۹ھ) اور امام شافعی (م ۲۰۴ھ) رحمہم اللہ کے نزدیک (تصرف مال میں) پابندی عائد کرنا جائز ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک یہ پابندی تین اسباب کی بناء پر لگائی جا سکتی ہے اور امام شافعی کے نزدیک چار اسباب کی بناء پر، تین اسباب یہ ہیں:

پہلا سبب قرض ہے، اس بارے میں ہم مذکورہ باب میں بیان کر چکے ہیں، دوسرا سبب کم فہمی و فضول خرچی ہے۔ صاحبین کے نزدیک کم فہم اور فضول خرچی کرنے والے شخص پر پابندی عائد کی جائے گی۔ تیسرا سبب غفلت و لاپرواہی ہے، اس کا مطلب ہے کہ ایسا شخص جو بے جا تصرفات تو نہیں کرتا مگر وہ سلیم القلب ہونے کی باوجود لاپروا قسم کا آدمی ہے اور صحیح طور پر مالی

تصرفات نہیں کرتا یہاں تک کہ غبن کا ارتکاب کرتا ہے۔ قاضی کا فرض ہے کہ ایسے شخص پر پابندی عائد کر دے۔ چوتھا سبب فسق ہے، یعنی جو شخص دین میں بگاڑ پیدا کرتا ہو، معاصی کا ارتکاب کرتا ہو مگر فضول خرچ نہ ہو ایسے شخص پر صاحبین کے نزدیک پابندی عائد کرنا جائز نہیں مصنف نے اس باب کے آخر میں اس کی وضاحت کی ہے، مگر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر پابندی لگانا جائز ہے، کیونکہ ان کے نزدیک فسق بھی پابندی لگانے کی ایک وجہ ہے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے جب ایک شخص بالغ ہوا تو وہ کم فہم تھا، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جو شخص بالغ ہوتے وقت کم فہم تھا ازخود اس پر پابندی عائد نہیں ہو جائے گی جب تک کہ قاضی اس پر پابندی نہ لگائے، مگر امام محمد (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ ایسے شخص پر خود بخود پابندی لگ جائے گی۔

اسی طرح ایک شخص بالغ ہوا تو وہ سمجھدار تھا مگر بعد میں کم فہم اور نالائق ہو گیا تو امام ابویوسف (م ۱۸۲ھ) کے نزدیک قاضی جب تک اس پر پابندی عائد کرنے کا حکم نہ لگائے اس پر ازخود پابندی عائد نہیں ہوگی، امام محمد کے نزدیک اس پر پابندی عائد ہوگی۔

امام ابو یوسف نے کم فہمی اور فضول خرچی کی وجہ سے پابندی لگانے کو قرض کی وجہ سے پابندی لگانے پر قیاس کیا ہے اس میں جب تک قاضی کا فیصلہ نہ ہو اس پر پابندی ثابت نہیں ہوگی۔ امام محمد نے کم فہمی اور فضول خرچی کی وجہ سے پابندی لگانے کو عدم بلوغت اور جنون کی وجہ سے پابندی لگانے پر قیاس کیا ہے، کیونکہ اس میں قاضی کے فیصلہ کے بغیر بھی پابندی ثابت ہو جاتی ہے۔

ایک شخص پر بقول امام محمد قاضی کے فیصلہ کے بغیر پابندی لگ گئی تو اس نے قاضی کی طرف سے پابندی لگانے سے پیشتر یا بعد میں مالی تصرفات کئے تو یہ قاضی کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ اس پابندی کی توثیق کرنا چاہے تو اس کی توثیق کرکے اس کو جائز قرار دے اور اگر مسترد کرنا چاہے تو اسے مسترد کر دے، جس طرح کسی شخص نے یتیم کے مال کو فروخت کر دیا ہو تو وصی کو اس میں غور کرنے کا اختیار ہے اور اس کے لئے وہی حکم ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا، اسی طرح یہاں بھی یہی صورت ہے۔

کم فہم شخص کی عمر جب تک ۲۵ سال کی نہ ہو جائے' بالاجماع مال اس کے حوالہ نہ کیا جائے' امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے نزدیک جب کم فہم شخص کی عمر ۲۵ سال ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالہ کر دیا جائے۔ مگر صاحبین کے نزدیک جب تک وہ کم فہم رہے گا اس کا مال اس کے حوالہ نہیں کیا جائے گا۔ ان مسائل کے بارے میں دلائل کو (آئمہ کے درمیان) اختلاف سے متعلق کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

جو شخص اپنے مال کو بے جا صرف کرتا ہو اور جو نابالغ ہو' ان دونوں کا حکم ایک ہے' البتہ مندرجہ ذیل بعض امور میں یہ مختلف ہیں:

بے جا تصرف کرنے والا شخص اپنے وصی کے اختیار سے خارج ہو جاتا ہے' اس لئے اس سے متعلق کسی چیز کے بارے میں وصی کا معاملہ جائز نہیں' یہ امام محمد کے خلاف امام ابو حنیفہ کے حق میں ایک حجت ہے' اس لئے کہ اس شخص کے مال میں وصی کا حق ولایت ثابت نہیں ہوتا۔

(آگے بعض امور کا تعلق غلامی سے ہے جن کا ترجمہ حذف کیا جاتا ہے)۔

اگر کم فہم شخص جس پر پابندی لگی ہو بیمار ہو جائے اور وہ مرض الموت میں وصیتیں کرے اور بعد میں مر جائے تو اس بارے میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس کی وصیت ان لوگوں کی وصیتوں کے موافق ہو جو نیک و پارسا ہیں' مثلاً اس نے حج کرنے یا مساکین اور رشتہ داروں کے بارے میں کوئی اچھی وصیت کی ہے یا ایسی وصیت کی ہے جس کا مقصد تقرب الی اللہ ہے تو اس کی یہ وصیت بطور استحسان جائز ہے' اگر اس کی وصیت نیک لوگوں کی وصیتوں کے مطابق نہیں تو پھر یہ وصیت باطل ہے۔

نابالغ بچے کی وصیت کے جواز کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ (م ۲۳ھ) کے بارے میں روایت ہے: انہ اجاز وصیۃ غلام (وہ لڑکے کی وصیت کو جائز قرار دیتے تھے) قاضی شریح (م ۷۵ھ) کے بارے میں روایت ہے: انہ اجاز وصیۃ صبی لم یحتلم [۲] (وہ اس بچے کی وصیت کو جائز قرار دیتے جس کو احتلام نہ ہوا ہو)' اہل مدینہ کا بھی یہی مسلک ہے [۳]۔

کم فہم کی وصیت کو اس لئے جائز قرار دیا گیا ہے کہ اس میں اس کا مفاد پنہاں ہے۔ وہ آخرت میں ثواب کمانے کی خاطر اپنا مال صرف کر رہا ہے اور ایسی حالت میں وصیت کر رہا ہے کہ اس مال کے صرف نہ کرنے کی صورت میں اس کو اس کا کوئی بدل یعنی ثواب نہیں ملے گا۔ بچے کی وصیت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے' مگر کم فہم کی وصیت کا معاملہ علماء کے اختلاف سے ماوراء ہے۔ اس کی وصیت صحیح ہے۔

کم فہم شخص (جس پر تصرف مال میں پابندی لگی ہوئی ہو) نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا تو یہ جائز ہے اس لئے کہ جس طرح ہزل (یعنی مذاق) نکاح کے معاملے میں اثر انداز نہیں ہوتا اسی طرح کم فہمی کی بنیاد پر پابندی کا حکم نکاح پر اثر انداز نہیں ہوتا' البتہ اگر وہ مہر مثل پر اضافہ کرتا ہے تو یہ اضافہ باطل ہے کیونکہ مہر مثل پر اضافے کو اس نے اپنی جانب سے لازم کیا ہے ہم نے اس کے نکاح کو صحیح قرار دیا ہے تو اس کا اپنی طرف سے کسی چیز کا لازم کرنا جائز نہیں' کیونکہ اپنے اوپر مال لازم کرنے کے معاملے میں اس پر پابندی لگی ہوئی ہے۔

اگر کم فہم آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی جس طرح ہزل (مذاق) طلاق کے واقع ہونے میں مانع نہیں ہے اس طرح کم فہمی کی وجہ سے پابندی کا حکم بھی طلاق میں مانع نہیں۔

اگر کم فہم آدمی اپنی قسم میں حانث ہو جائے تو وہ روزوں کے ذریعہ اس کا کفارہ ادا کرے۔ وہ اپنے مال سے اس کا کفارہ ادا نہیں کر سکتا' اس لئے کہ اگر وہ غرباء و مساکین کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کرتا ہے تو اس میں اسے کھانا فقراء کے حوالہ کرنا پڑے گا جب کہ وہ کھانا کسی کو سپرد کرنے سے قاصر ہے' اس لئے ایسا کرنا اس کے لئے ممکن نہیں۔

جہاں تک اس کے مال پر زکوۃ کا تعلق ہے تو زکوۃ اس کے ذمہ واجب ہوگی۔ اس لئے کہ کم فہمی کی وجہ سے تصرف مال میں پابندی کا حکم زکوۃ پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یہ پابندی اس لئے مشروع ہے کہ اس کا مال اس کی ملکیت میں باقی رہے' یہ ملکیت جب تک باقی رہے گی وہ زکوۃ نکالتا رہے گا' فرمان الٰہی ہے: وما انفقتم من شئی فهو يخلفه [۴] (تم جو چیز خیرات کرو گے خدا تم کو اس کا عوض عطا کرے گا) اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مال سے زکوۃ ادا کرے۔

جہاں تک اس کے حج کرنے کا تعلق ہے تو اس کے لئے حج کرنا لازمی ہے بشرطیکہ وہ سفر حج کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو لیکن جو مال اسے راستہ میں مطلوب ہوگا وہ اس کے حوالہ نہیں کیا جائے گا' اس لئے کہ وہ فضول خرچی سے کام لے گا' یہ مال ایک قابل اعتماد آدمی کو دیا جائے گا جو اس کے ساتھ حج کر رہا ہو' وہی اس کے لئے بقدر ضرورت خرچ کرے گا۔

مناسک حج کی ادائیگی کے سلسلے میں اگر اس پر کوئی کفارہ لازم ہو جائے یا اس کو راستہ میں حج سے روک لیا جائے تو وہ یہ کفارہ ادا کرے گا۔ ہر وہ موقع جس میں اس پر روزہ رکھنا لازم ہے اس میں اس کی حیثیت اس غلام کی مانند ہوگی جو اپنے مالک کی ہدایت پر حج کر رہا ہو' احصار (حج سے رک جانے) کی قربانی میں روزہ رکھنا غیر مشروع ہے' جب کہ اسے احرام کھولنے کی ضرورت ہے اس لئے اس صورت میں اس کے ذمہ قربانی لازم ہوگی۔

کوئی عورت اپنے مال کو بے جا صرف کرتی ہو تو اس کی حیثیت بھی مرد کی طرح ہے' اگر ایک عورت نے تصرف مال میں پابندی لگنے کے بعد اپنے شوہر سے خلع کیا ہے یا مال کے بدلے میں اس نے اپنے خاوند سے طلاق کو قبول کیا ہے' تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی اور مال کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم ہوگی۔

اس کے ذمہ مال کی ادائیگی اس لئے لازم نہیں کہ جس طرح ہزل (مذاق) کی وجہ سے کسی پر مال لازم نہیں ہوتا اسی طرح کم فہمی کی وجہ سے تصرف مال میں پابندی کی صورت میں بھی

اس پر لازم نہیں ہوگا اور طلاق اس لئے واقع ہو گی کہ جو طلاق مال کے ساتھ مقرون ہو اس کے واقع ہونے کا انحصار عورت کی طرف سے قبول کرنے پر ہے' جیسے کوئی شخص اپنی نابالغہ بیوی کو مال کے بدلے طلاق دے اور وہ اسے قبول کر لے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور مال کی ادائیگی اس پر لازم نہیں ہوگی' یہاں بھی یہی صورت ہے۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اگر مرد نے صریحاً لفظ طلاق کے ساتھ طلاق دی تو یہ طلاق رجعی ہو گی اور اگر لفظ خلع کے ساتھ طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہو گی۔

قاضی نے کسی کم فہم پر تصرف مال کے معاملے میں پابندی عائد کر دی اس کے بعد اس نے اس کو اپنے مال سے کوئی چیز فروخت کرنے یا خرید کرنے کی اجازت دے دی تو اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر قاضی نے اس کو اپنے مال سے کوئی چیز فروخت کرنے یا خرید کرنے کی اجازت دے دی اور اس نے کوئی چیز فروخت کی یا کسی چیز کو خرید کیا یا قیمت وصول کی تو جو کچھ اس نے کیا جائز کیا' قاضی کی اس اجازت نے اسے تصرف مال میں پابندی سے نکال لیا' اس لئے کہ تصرف مال میں پابندی کا حکم اس کے فائدے کے پیش نظر ہے' تاکہ اس کا مال اس کے پاس بحال رہے' قاضی نے جب اس کو تصرف کرنے کی اجازت دے دی تو بظاہر اس کو پابندی کے حکم سے آزاد کر دیا' اگر وہ (کم فہم) اپنے مال سے کوئی چیز ہبہ یا صدقہ کرے تو اس کے لئے جائز نہیں' اس لئے کہ قاضی نے اس کو صرف تجارتی امور میں اجازت دی تھی۔ تجارتی امور میں آزاد ہونے کا حکم تبرعات پر پابندی کے حکم کو رفع کرنے کا موجب نہیں بنتا' جیسے آقا اپنے غلام کو یا وصی نابالغ بچے کو تجارت کرنے کی اجازت دیتا ہے تو اس صورت میں انہیں تبرعات میں اختیار حاصل نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی یہی صورت ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ قاضی نے اگر کم فہم آدمی کو ایک خاص غلام کے فروخت کرنے یا اسے کوئی چیز خریدنے کی اجازت دی تو اجازت کا یہ حکم اسے تصرف مال میں پابندی کے حکم سے خارج نہیں کرے گا۔ جس طرح آقا اپنے غلام کو ایک خاص چیز کے فروخت کرنے یا خرید کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس نے غلام کو تجارت کرنے کی اجازت نہیں مل جاتی اور

اس سے محض خدمت لینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس صورت میں قاضی کی طرف سے اس بارے میں یہ اجازت اس کو تصرف مال میں پابندی کے حکم سے آزاد نہیں کردے گی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اگر قاضی نے کم فہم آدمی کو سوتی کپڑا خریدنے کی اجازت دی تو یہ اجازت اس کو تصرف مال میں پابندی کے حکم سے آزاد کردے گی' جیسا کہ آقا اپنے غلام کو یا وصی نابالغ کو اجازت دے دیتا ہے یہاں بھی یہی صورت ہے۔

جس شخص پر تصرف مال کے سلسلے میں پابندی لگی ہو' قاضی نے اس کے بازار والوں کی موجودگی میں اس سے کہا کہ میں نے اس شخص کو تجارت کرنے کی اجازت دے دی' مگر اس تجارت کی جو ثبوت کی بنیاد پر اور عینی گواہوں کی موجودگی میں کی جائے نہ کہ اس تجارت کی جو اقرار کی صورت میں ہو تو جس طرح قاضی نے کہا وہی صورت جائز ہوگی۔

مگر مذکورہ بالا صورت اور غلام و نابالغ کی صورت میں فرق ہے۔ یہ استثناء غلام و نابالغ پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ غلام و نابالغ پر قرض لازم ہو جائے گا خواہ ان کی یہ تجارت عینی گواہوں کی موجودگی میں ہو یا اقرار بنیاد پر۔

فرق یہ ہے کہ غلام پر مالی تصرفات کرنے کی پابندی آقا کے حق کے پیش نظر ہے آقا نے اگر اس کو اجازت دے دی تو اس نے اپنے ذاتی حق کو ساقط کر دیا' لہٰذا غلام پر استثناء اثر انداز نہیں ہوگا' اسی طرح نابالغ پر تصرف مال کی پابندی کا حکم اس کی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے ہے' اگر اس کے نگران کی رائے اس کی رائے کے ساتھ شامل ہو گئی تو حکما نابالغ کی رائے ایک مکمل رائے ہوگی اور مالی تصرفات کے سلسلے میں وہ بالغ شمار ہوگا' لہٰذا اس پر استثناء اثر انداز نہیں ہوگا' مگر صورت مذکورہ میں اس شخص پر پابندی قاضی کے نقطہ نظر سے لگی ہے۔ بعض اوقات قاضی کے پیش نظر صرف اجازت ہوتی ہے جہاں اس اجازت کی کوئی صفت بیان نہیں کی جاتی' چونکہ یہاں قاضی کے پیش نظر اجازت کو مقید کرنا ہے' نہ کہ اس کو مطلق کرنا اس لئے صورت مذکورہ میں تقیید و استثناء کارگر ہوگا۔

اگر ایک قاضی نے کسی بے جا صرف کرنے والے شخص پر پابندی عائد کی جو تصرف

مال کے معاملے میں پابندی لگائے جانے کا مستحق تھا۔ بعد میں دوسرے قاضی نے اس سے یہ پابندی اٹھا دی اور اس کے تصرف کو جائز کر دیا تو اس کا یہ پابندی اٹھانا جائز ہے' اس شخص نے پابندی لگائے جانے سے قبل یا بعد میں جو خرید و فروخت کی ہے وہ درج ذیل دو وجوہ کی بنیاد پر جائز ہے:

۱۔ پہلے قاضی کا فیصلہ کوئی فیصلہ نہیں تھا' اس لئے کہ اس موقع پر مقضی لہ (جس کے حق میں فیصلہ ہوا) اور مقضی علیہ (جس کے خلاف فیصلہ ہوا) موجود نہیں تھے' بلکہ اس کا یہ ایک فتوی تھا' چنانچہ دوسرے قاضی کو یہ فتوی نہیں اپنانا چاہئے بلکہ اس شخص کو آزاد کر دینا چاہئے۔

۲۔ اگر یہ فیصلہ قاضی کا فیصلہ تھا تو محل اجتہاد میں تھا' اس لئے یہ کامل حجت نہیں بلکہ یہ فیصلہ دوسرے قاضی کی توثیق پر منحصر ہے' اگر دوسرے قاضی نے اس کی توثیق کر دی تو وہ نافذ العمل ہو گا' دوسرے قاضی کی رائے اس صورت میں جہاں اجتہاد کی گنجائش ہو' وضاحت کا کام دے گی اور بعض اوقات اس کی رائے محل اجتہاد کی صورت میں خود قاضی کے فیصلہ کا کام دیتی ہے۔

اگر پہلے قاضی نے محل اجتہاد والی صورت کا فیصلہ کر دیا تو اس کا یہ فیصلہ نافذ العمل ہوگا اور دوسرا قاضی اس کو کالعدم نہیں کر سکتا' اسی طرح اگر دوسرے قاضی نے محل اجتہاد والی صورت کا فیصلہ کر دیا تو تیسرا قاضی اسے رد نہیں کر سکتا۔ اگر دوسرے قاضی نے پہلے قاضی کے فیصلہ کو کالعدم کر دیا تو اس کا فیصلہ باطل ہو گا۔ تیسرا قاضی بھی اس کو نافذ نہیں کر سکتا۔ اس کی نظیر وہ صورت ہے کہ کسی پیش آمدہ مسئلہ میں ایسے قاضی نے فیصلہ کیا جس پر قذف کے سبب حد جاری ہو چکی تھی تو اس کا یہ فیصلہ قابل حجت نہیں جب تک کہ دوسرے قاضی کی توثیق نہ ہو۔

اگر قاضی کے پاس ایسے شخص کی خرید و فروخت کا کوئی مقدمہ پیش ہوا جس پر تصرف مال میں پابندی لگی ہوئی ہے اور قاضی نے اس کی خرید و فروخت کو باطل کر دیا ہے تو دوسرے قاضی کو پہلے قاضی کا فیصلہ نافذ کر دینا چاہئے۔ اگر دوسرے قاضی نے پہلے قاضی کا فیصلہ نافذ نہیں کیا بلکہ اس شخص کی خرید و فروخت کو جائز قرار دے دیا' بعد میں یہی مقدمہ ایک تیسرے قاضی کے ہاں پیش ہوا تو تیسرا قاضی پہلے قاضی کے فیصلے کو نافذ کرے اور دوسرے قاضی

کے فیصلے کو رد کر دے۔

ایک وجہ یہ ہے کہ جب پہلے قاضی نے اس شخص کی خرید و فروخت کو فسخ کر دیا تو اس کا یہ فیصلہ ہی ہوگا' اس لئے کہ مقضی لہ (جس کے حق میں فیصلہ ہوا) اور مقضی علیہ (جس کے خلاف فیصلہ ہوا) دونوں موجود تھے' لہٰذا دوسرا قاضی اس فیصلے کو باطل نہ کرے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کی خرید و فروخت کو فسخ کرنا ایسی صورت نہیں ہے جس میں علماء کا اختلاف ہو قاضی نے جب فیصلہ کر دیا تو اس کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔ دوسرا قاضی اسے باطل نہیں کر سکتا۔

بے جا صرف کرنے والا محجور (جس پر مالی تصرف میں پابندی لگ چکی ہو) اپنے مال کو فروخت نہیں کر سکتا' اگر اس نے اپنے مال میں سے کوئی چیز فروخت کی اور اس کی قیمت وصول کر لی تو جس شخص کو وہ مال دیا گیا وہ اس مال کو واپس نہ کرے' مصنف نے اس مسئلہ کا جواب مطلق یعنی بغیر تفصیل کے بیان کیا ہے امام محمد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۸۹ھ) نے کتاب الحجر میں اس مسئلہ کے جواب کو یوں تقسیم کیا ہے:

اس نے کوئی پسندیدہ سودا کیا یعنی اس میں محجور علیہ (جس پر مالی تصرف میں پابندی لگ چکی ہو) کی مصلحت و منفعت ہے یا اس نے کوئی پسندیدہ سودا نہیں کیا یعنی کم فہمی کی وجہ سے اس بیع میں اس کا گھاٹا ہوا ہے' اگر اس نے پسندیدہ سودا کیا ہے تو قاضی اس بیع کو نافذ کر دے' اس لئے کہ اس شخص پر تصرف مال میں پابندی کا حکم اس کے اپنے مفاد کے لئے تھا' اس کے لئے اگر مالی تصرفات کا حکم جاری کرنا ہے تو قاضی اس کی بیع کو نافذ العمل کر دے' اگر اس نے گھاٹے والا سودا کیا ہے تو قاضی اس کے سودے کو باطل کر دے۔

بعد ازاں دیکھا جائے گا کہ مال کی قیمت اس کے پاس موجود ہے یا تلف ہو چکی ہے اور وہ (قیمت) اس کے قبضہ میں خود بخود تلف ہوئی ہے یا اس کے اپنے فعل سے تلف ہوئی ہے' اگر قیمت موجود ہے تو وہ قیمت مشتری کو واپس کر دے' اس لئے کہ قیمت کا حق عقد کے لحاظ سے تھا عقد ہی جب باطل ہو گیا تو قیمت کا حق بھی ختم ہو گیا اور اگر مال کی قیمت خود بخود تلف ہوئی ہے

تو اس کے ذمہ کوئی تاوان نہیں ہوگا' اس لئے کہ مقبوضہ چیز کا تاوان عقد کی وجہ سے لازم آتا ہے یا قبضہ کی وجہ سے' جب کہ عقد سرے سے فسخ ہو چکا ہے اس لئے عقد کی وجہ سے اس پر تاوان نہیں آئے گا اور چونکہ اس نے مالک کی اجازت سے قبضہ کیا اس لئے قبضہ کے سبب سے بھی اس پر تاوان نہیں آئے گا۔

اگر اس نے اس مال کی قیمت کو اپنی کسی ضروریات میں خرچ کر دیا ہے' مثلاً اس نے فریضہ حج ادا کیا ہے یا اس نوعیت کا کوئی دوسرا کام کیا ہے' تو وہ اس قیمت کا مثل بطور تاوان ادا کرے' اس لئے کہ اس پر تصرف مال میں پابندی کا حکم اس کے نیک کام کرنے پر اثر انداز نہیں ہوتا' اگر اس نے اس قیمت کو غیر ضروری امور میں تلف کر دیا اور ناپسندیدہ امور میں صرف کیا تو امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کے نزدیک اس کو اس کا مثل بطور تاوان دینا پڑے گا۔ امام محمد کے نزدیک اسے تاوان نہیں دینا پڑے گا۔

اس کی بنیاد اس مسئلہ پر ہے کہ ایک نابالغ بچہ یا ایسا غلام جس پر تصرف کرنے پر پابندی ہو وہ کچھ مال قرض کے طور پر لیں اور اپنے فعل سے اس (مال) کو تلف کر دیں تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نابالغ بچے پر کوئی تاوان نہیں ہوگا اور نہ غلام پر تاوان ہوگا جب تک کہ وہ آزاد نہ ہو جائے' امام ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں ان دونوں پر تاوان لازم ہوگا۔ مگر کم فہم آدمی کی صورت اس سے مختلف ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک کم فہم آدمی تصرفات کے سلسلے میں سمجھ دار آدمی کی مانند ہے۔ اس بارے میں صاحبین کا اختلاف ہے' امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے ذمہ تاوان لازم ہے مگر امام محمد کے نزدیک لازم نہیں۔

جس شخص پر تصرف مال میں پابندی لگی ہو اگر وہ اپنی نابالغہ بیٹی یا بہن کا نکاح کر دے تو اس کا یہ نکاح کر دینا باطل ہے' ہمارے نزدیک وہ ولی نہیں ہے' البتہ اگر وہ اس دوران خود نکاح کر لے تو یہ صورت اس سے مختلف ہے' اس لئے کہ شادی کرنا اس کی ذاتی ضرورت ہے اور ذاتی ضرورت پابندی کے حکم سے مستثنیٰ ہے' مگر نابالغہ کا نکاح کر دینا اس کی ذاتی ضرورت نہیں اس لئے وہ پابندی کے حکم سے مستثنیٰ نہیں ہوگا اور بدستور پابندی کے ذیل میں رہے گا۔

ایک شخص صالح اور درست حالت میں تھا بعد میں اپنے مال کو بے جا صرف کرنے

لگا اور قاضی نے اس پر تصرف مال میں پابندی عائد کر دی۔ کسی نے اس سے کوئی چیز خریدی اور اس شخص (جس پر پابندی لگی ہوئی ہے) اور مشتری کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ مثلاً مشتری کہتا ہے کہ میں نے تم سے یہ چیز اس وقت خرید کی تھی جب اس پابندی لگنے سے پیشتر تم درست حالت میں تھے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ تم نے مجھ سے یہ چیز اس وقت خرید کی جب مجھ پر تصرف مال میں پابندی لگ گئی تھی' تو اس شخص کے بیان کا اعتبار کیا جائے گا جس پر پابندی لگی ہے۔ اس لئے کہ خریدنا ایک واقعہ ہے اور پیش آمدہ واقعات میں ان کے قریب ترین اوقات کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور اس خریدنے کا قریب ترین وقت وہ حالت ہے جس میں اس شخص پر تصرف مال میں پابندی لگائی گئی۔ اگر وہ شخص اور مشتری دونوں اپنا اپنا ثبوت پیش کریں تو اس کا ثبوت قابل قبول ہو گا جو صحت کا دعویدار ہو' چونکہ ایک فریق صحت کا مدعی ہے اور اس کا مخالف فساد کا مدعی تو مدعی صحت کا ثبوت قابل ترجیح ہو گا کیونکہ اس نے ثبوت کے ذریعہ اپنی اولیت ثابت کر دی اس لئے اس کے ثبوت کو ترجیح دی جائے گی۔

اگر قاضی اس شخص کو تصرف مال میں پابندی سے آزاد کر دے بعد ازاں اس کے اور مشتری کے درمیان اختلاف ہو جائے۔ مثلاً مشتری کہے کہ میں نے تم سے یہ چیز اس وقت خرید کی تھی جب قاضی نے تجھ سے پابندی ہٹا دی تھی اور وہ شخص کہے کہ نہیں بلکہ تم نے اس وقت خریدی تھی جب مجھ پر پابندی لگی ہوئی تھی تو اس صورت میں اس سبب سے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مشتری کا بیان قبول کیا جائے گا۔

مصنف (متن) فرماتے ہیں یہ مسئلہ محل نظر ہے۔ انہوں نے اس معروف مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو کتب میں بیان ہوا ہے' وہ یہ ہے کہ اگر نابالغ اور اس کی بیوی یا لونڈی یا مشتری کے درمیان اختلاف ہو جائے' مثلاً عورت یہ کہے کہ تم نے بالغ ہونے کے بعد مجھے طلاق دی تھی' لونڈی یہ کہے کہ تم نے بالغ ہونے کے بعد مجھے آزاد کیا تھا اور مشتری یہ کہے کہ بالغ ہونے کے بعد میں نے تم سے فلاں چیز خرید کی تھی' جب کہ نابالغ یہ کہے کہ نہیں بلکہ یہ مذکورہ صورت اس وقت ہوئی جب میں نابالغ تھا تو ان تینوں صورتوں میں نابالغ کا بیان قبول کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے تصرف کو اس حالت کی طرف منسوب کیا جس میں تصرف کرنا اس کے لئے جائز نہیں تھا' اس کا یہ نسبت کرنا انکار کے مترادف ہے' اسی طرح صورت مذکورہ میں بھی اس شخص

(بائع) کا بیان معتبر ہونا چاہئے' مگر انہوں نے صورت مذکورہ میں مشتری کے بیان کو معتبر قرار دیا ہے' تاہم ان دونوں صورتوں میں فرق ہے۔ نابالغ پر تصرف مال میں پابندی کا حکم مطلق ہے اس میں کوئی قید نہیں' جب اس نے تصرف مال کو اس حالت کی طرف منسوب کیا جو مطلقاً تصرف مال کے صحیح ہونے کے منافی ہے تو اس صورت میں اس کا یہ نسبت کرنا انکار بن جاتا ہے۔ اس لئے اس کا بیان معتبر ہوگا۔ جب کہ کم فہم پر تصرف مال میں پابندی کا حکم مطلق نہیں بلکہ ایک لحاظ سے مقید ہے۔ اس نے تصرف مال کی نسبت اس حالت کی طرف نہیں کی جو مطلقاً تصرف کرنے کے منافی ہے' اس لئے اس کے بیان کو انکار قرار دینا ممکن نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حواشی و حوالہ جات

۱۔ السنن الکبری ۶: ۲۸۲

۲۔ السنن الکبری ۶: ۲۸۲' اخبار القضاۃ ۲: ۳۸۳٬۳۷۸

۳۔ السنن الکبری ۶: ۲۸۲' اخبار القضاۃ ۱: ۳۳۴

۴۔ سورۃ سبا: ۳۹

نئی کتاب............خوبصورت طباعت............دیدہ زیب جلد

فضلِ قدیر ترجمہ تفسیرِ کبیر

ازمحققِ عصر مفتی محمد خان قادری صاحب

ناشر: مرکز تحقیقات اسلامیہ، جامعہ اسلامیہ لاہور

ہر معروف کتب خانہ پر دستیاب ہے۔

☆ الغرم بالغنم ☆ خسارہ نفع کے ساتھ ساتھ ہی ہوتا ہے ☆